جرم وسزا کا تصور: مشکوٰۃ المصابیح کی منتخب شروحات کا تقابلی مطالعہ

Concept of Crime and Punishments: A comparative Study of Selected Interpretations of Mishkaat ul Masabeeh's

Dr. Aqsa Tariq	Ayesha Shabbir
Lecturer, Institute of Arabic and Islamic Studies, GCWU, Sialkot	Lecturer, Institute of Arabic and Islamic Studies, GCWU, Sialkot
Email: aqsatariq44@gmail.com	**Email :** ayesha.shabbir@gcwus.edu.pk

To cite this article:

Dr.Aqsa Tariq , Ayesha Shabbir , Jan –June (2023). urdu ISSN:No: 2790-0460.

Online No : 2790 – 9451

جرم وسزا کا تصور: مشکوٰۃ المصابیح کی منتخب شروحات کا تقابلی مطالعہ

Concept of Crime and Punishments: A comparative Study of Selected Interpretations of Mishkaat ul Masabeeh's

Al-Bahis Research Journal of Islamic Sciences , 1(2), 1–17. Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

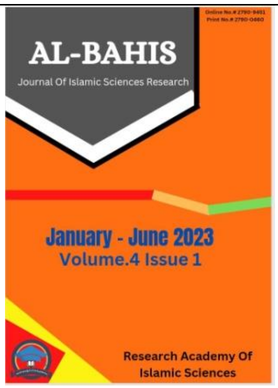

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

جرم وسزا کا تصور: مشکوۃ المصابیح کی منتخب شروحات کا تقابلی مطالعہ

Concept of Crime and Punishments: A comparative Study of Selected Interpretations of Mishkaat ul Masabeeh's

Abstract

The knowledge of hadith is a vast knowledge. Mostly all the hadiths of Sihah Sitta sums up in the "Mishkaat-ul-Masabeeh". Many interpretations of Mishkaat-ul-Masabeeh have been written in the subcontinent. In view of the importance and position of Mishkaat-ul-Masabeeh, the scholars of the Ummah have arranged its Arabic, Persian and Urdu interpretations in every era. The Urdu Sharhoohat of Mishkaat-ul-Masabeeh "Khair ul Mafatih and Khair ul Touzeeh" is also the link of the same chain. Maulana Mufti Abdul Rasheed Sahib is the author of "Khair ul Mafatih" and consists of six volumes. The main features of Khair ul Mafatih and Khair ul Touzeeh is that it is a detailed research phase of Mishkaat-ul-Masabeeh. The reason for choosing it is that it has been written in a very simple and easy way. In this article, the purpose of this research is to explain the style, characteristics and comparison of these two books of Ahadith related to specific issues related to punishments in a reasoned manner. The reason for doing research on Khair ul Mafatih is that the author has clarified the difficult words of the Holy Hadith. Through question and answer, he has made difficult researches easier. He has deduced new and legal issues. The religions of the jurists have been explained with arguments. The author has described the brief situations of the hadith narrators. He has made headings and paragraphs in the detailed topic. This rate is more comprehensive than other explanations.

Keywords: Issues, Punishments, Comparison, Analysis, Khair ul Touzeeh, Khair ul Mufateeh, Selected issues

کلیدی الفاظ: خیر المفاتیح، خیر التوضیح، تقابلی مطالعہ، حدود وتعزیرات

تعارف:

مشکوۃ المصابیح کی اہمیت ومقام کے پیشِ نظر علمائے امت نے ہر دور میں اس کی عربی، فارسی اور اردو شرح کا اہتمام کیا ہے۔ ہر دور میں ان شروحات میں اضافہ ہوا ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح کی بہت سی شروحات لکھی گئی ہیں لیکن اس مقالے کے لیے دو اہم اردو شروحات "خیر التوضیح اور خیر المفاتیح" کا انتخاب کیا گیا ہے۔ مولانا مفتی عبد الرشید صاحب نے شب و روز محنت کے بعد ''مشکوٰۃ المصابیح'' کی اردو شرح خیر التوضیح تالیف فرمائی۔ یہ شرح چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ عام فہم اور احادیث کا عربی متن قرآنی فاؤنٹ میں اعراب سے مزین ہے۔ حدیث پاک کے مشکل الفاظ کی توضیح آسان الفاظ میں کی ہے تاکہ کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے آسانی رہے۔ مشکل ابحاث کو سوال وجواب کے طریقہ کار کے ذریعے آسان کیا ہے۔ اس شرح میں جدید وقدیم فقہی مسائل کا استنباط کیا ہے۔ متعلقہ حدیث کے تحت فقہاء کرام کے مذاہب مع دلائل بیان کیے ہیں۔ مستدلات فقہ حنفیہ کی وجوہِ ترجیح کا ذکر کیا ہے۔ حضرات اکابر علماء کرام کے افادات کا نچوڑ ہے۔ اس شرح میں تدریس کا انداز انتہائی سہل ہے۔ مولانا نے راویوں کے مختصر حالات بیان کیے ہیں۔ الغرض خیر التوضیح میں مفصلاً حدیث کی شرح بیان کی گئی ہے تاکہ قارئین موضوع کی گہرائی کو جانچ سکیں۔

مشکوٰۃ المصابیح کی ایک اور اہم شرح'' خیر المفاتیح'' ہے۔ خیر المفاتیح علامہ شبیر الحق کشمیریؒ قدیم وجدید شارحینِ حدیث کے علوم ومعارف کی امین مشکوٰۃ شریف کی پہلی مفصل شرح ہے۔ جنہوں نے پانچ سال کی شب وروز محنت کے بعد''مشکوٰۃ المصابیح''کی اردو شرح تالیف فرمائی۔ یہ شرح چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ مشکوٰۃ المصا بیح کی پہلی مفصل تحقیقی شرح ہے۔ اس شرح میں ہر لائن کے نیچے سلیس اُردو ترجمہ موجود ہے۔ حدیث سے جدید وقدیم فقہی مسائل کا استنباط کیا گیا ہے۔ آئمہ فقہا کے مذاہب مع دلائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہر حدیث کی تشریح مشکل الفاظ کی تسہیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ فقہ حنفی کے ترجیحی مدلل ومسکت جوابات کو پیش کیا گیا ہے۔ لغوی، اصلاحی اور صرفی نحوی مباحث بھی موجود ہیں۔ طویل مباحث میں مختلف امور کے ذریعے تفصیلات کو اقرب الی الفہم بنایا گیا ہے۔ مغلق ومجمل مقامات کی دلنشین شرح ہے۔

سابقہ تحقیقی مواد کا جائزہ: مشکوٰۃ المصابیح پر شیخ زاید اسلامک سنٹر لائبریری میں بی-ایس کی سطح پر چند مقالہ جات موجود ہیں جن میں مشکوٰۃ المصابیح کے ابواب کا منتخب شروحات کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔ جن کے نام درج ذیل ہیں: باب الوسوسہ مشکوٰۃ المصابیح ــــــ مرقاۃ المفاتیح اور مظاہر حق جدید کی روشنی میں از اسماء اظہر؛ باب مناقبِ صحابہ مشکوٰۃ المصابیح کی منتخب شروحات کی روشنی میں از بسمہ اشرف شامل ہیں۔ مشکوٰۃ المصابیح کی اردو شروحات "خیر المفاتیح اور خیر التوضیح کے تقابلی موازنہ کے حوالے سے" ابھی تک کوئی تحقیقی کام نہیں کیا گیا اس لیے اس آرٹیکل میں پوری کوشش کی جائے گی کہ اس شروحات کا تفصیلا جائزہ لیا جا سکے۔ علاوہ ازیں علمی حوالے سے اس امر کی ضرورت ہے کہ اس قسم کے موضوعات پر کام جاری رکھا جائے۔ تاہم پیش کردہ مضمون موضوع اور منہج ومواد کے حوالے سے مختلف ہے۔

مقالہ کا منہج: اس مقالہ کو انتخاب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان شروحات میں 'خیر التوضیح اور خیر المفاتیح 'انتہائی سہل اور آسان انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حدیث کے راویوں کے حالات کو بھی بیان کیا ہے۔ اسلوبِ تحقیق بیانیہ اور تقابلی ہے۔ نیز ان شروحات پر تحقیقی کام کرنے کی وجہ ان کی خوبیوں کو بیان کرنا اور ان کو عام لوگوں کے لئے آسان بنانا ہے۔ مزید یہ کہ اس میں خلاصہ بحث اور نتائج وسفارشات بھی شامل ہیں۔ دورِ حاضر کی اہم ضرورت ہے کہ حدیث کے میدان میں زیادہ سے زیادہ کام کیا جائے تاکہ ہر خاص وعام ان انمول ذخائر سے مستفید ہو سکے۔

اہمیت وافادیت:

قرآن کریم کا کام اصول وکلیات بیان کرنا ہے اور اس کی جزئیات ہمیں رسول کریمؐ کی احادیث سے ملتی ہیں۔ آرٹیکل کا موضوع مشکوٰۃ المصابیح کی اردو شروحات کا تقابلی جائزہ ہے۔ خیر التوضیح اور خیر المفاتیح مشکوٰۃ المصابیح کی اردو شروحات ہیں۔ ان شروحات میں مؤلفین نے مختلف مسائل اور امور کو بیان کیا ہے۔ ان مسائل میں

سے کچھ ایسے بھی ہیں جو دونوں شروحات میں ان کے مؤلفین نے بیان کئے ہیں اور کچھ مسائل ایسے ہیں جن میں یہ مؤلفین منفرد ہیں یعنی ایک نے بیان کیا ہے اور دوسرے نے نہیں۔اس مقالہ میں حدود و تعزیرات کے حوالے سے مذکورہ چند مسائل کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔نیز مقالہ ھذا میں چند پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے گا جن میں کتاب الحدود، باب قطع السرقہ، کتاب القصاص، باب حد الخمر اور باب التعزیر شامل ہیں۔نیز مقالہ ہزا میں یہ دیکھا جائے گا کہ مؤلفین نے کن امور کو تفصیلاً اور کن امور کو اختصاراً بیان کیا ہے۔

1. کتاب الحدود :

حد وہ سزا جس کی مقدار شریعت کی جانب سے مقرر ہو جبکہ تعزیر وہ سزا ہے جس کی مقدار شریعت کی جانب سے مقرر نہ ہو بلکہ اس کی سزا قاضی کی صوابدید پر مو قوف ہو۔

حدود و تعزیرات کی نوعیتیں: اسلامی عقوبات تین قسم کی ہیں

- وہ سزائیں جنہیں اللہ تعالی نے متعین کر دیا ہے مگر اس کے اجراء کو خود بندوں پر چھوڑ دیا اس میں کسی خارجی طاقت کی داخل اندازی کی اجازت نہیں شر یعت نے اس طرح کی سزا کا نام کفارہ رکھا ہے۔جیسے قسم کی خلاف ورزی یا رمضان میں بلا عذر روزہ توڑنے کا کفارہ۔
- وہ سزائیں جو کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ سے ثابت ہیں اور متعین بھی ہیں۔ان کو جاری کرنے کا اختیار حاکم یا حکومت کو ہے مگر ان میں قانون سازی کا حق کسی کو نہیں اس طرح کی سزاؤں کو شریعت میں حد کہتے ہیں جیسے چوری، زنا اور شراب وغیرہ کی سزائیں۔
- وہ سزائیں جنہیں نہ تو کتاب اللہ میں ذکر کیا گیا نہ حدیث میں تو ایسی سزاؤں کو عادل حکومت کے سپرد کیا گیا ہے کہ وہ موقع محل کی بنیاد پر اس کو متعین کریں اور انصاف کے تقاضے پورے کریں اس کو تعزیر کہا جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ، أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ، وَائْذَنْ لِي فِي أَنْ أَتَكَلَّمَ فَقَالَ: تَكَلَّمْ فَقَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي، ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّ مَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، أَنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ، أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا، وَأَمَرَ أُنَيْسًا الْأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا، فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.[1]

دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس جھگڑا لائے ایک نے کہا ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمادیں ۔دوسرے نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ ! اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا کلام کر اس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدور تھا اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا لوگوں نے مجھ کو بتایا کہ میرے بیٹے پر رجم ہے میں نے اس کے بدلے میں سو بکریاں اور ایک لونڈی دی پھر میں نے اہلِ علم سے پوچھا انہوں نے کہا کہ میرے بیٹے کو سو درے لگائے جائیں گے اور ایک سال جلاوطن کیا جائے گا اور رجم اس کی عورت

[1] موطا الامام مالک، کتاب الحدود والتعزیرات، باب: کتاب الحدود، ح: 1760
Moua'ta Imam Malik, Kitaab al Hudud wa Tazeraat, Baab kitab ul Hudud, H 1760

پر ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیری بکریاں اور تیری لونڈی تجھے واپس دی جائے گی اور تیرے بیٹے کو سو دُرے لگائے جائیں گے اور اے انیس! تو اس کی عورت کے پاس جا اگر وہ اعتراف کر لے اسکو رجم کر دے۔ اس نے اعتراف کر لیا اُنیس نے اس کو سنگسار کر دیا۔

صاحب خیر التوضیح کا موقف:

زنا کرنے والا اگر محصن نہیں تو اس کی سزا سو کوڑے ہیں اور اگر محصن ہے تو اس کی سزا رجم ہے۔ احناف اور مالکیہ کے ہاں محصن ہونے کی شرائط پانچ ہیں۔

i. آزاد ہونا
ii. عاقل ہونا
iii. بالغ ہونا
iv. نکاح صحیح کے ساتھ وطی کرنا
v. مسلمان ہونا

مسئلہ اختلافی: محصن کے لئے اسلام شرط ہے یا نہیں؟

قول اول: امام احمدؒ اور امام شافعیؒ کے ہاں اسلام شرط نہیں اگر کافر حربی بھی زنا کرے تو اس کی سزا رجم ہے۔ اس کہ کی دلیل یہ حدیث مبارکہ؛

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ؟» قَالُوا: نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ، فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ «فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرُجِمَا»[2] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تورات میں رجم کے بارے میں کیا پاتے ہو انہوں نے کہا کہ ہم ان کو ذلیل و رسوا کرتے ہیں اور ان کو کوڑے مارتے ہیں۔ عبد اللہ بن سلامؓ کہنے لگے کہ تم جھوٹ بولتے ہو اس میں رجم کا حکم موجود ہے وہ تورات کو لائے اس کو کھولا ان میں سے ایک شخص نے رجم کی آیت پر اپنا ہاتھ رکھا دیا وہ اس کے ماقبل اور مابعد سے پڑھنے لگا عبد اللہ بن سلامؓ نے کہا کہ اپنا ہاتھ ہٹا۔ پس اس نے اپنا ہاتھ ہٹایا تو اس میں رجم کی آیت تھی۔ وہ کہنے لگے۔ اے محمد ﷺ! اس نے سچ کہا اس میں رجم کی آیت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کو رجم کرنے کا حکم دے دیا پس ان کو طارجم کر دیا گیا۔

قول ثانی: احناف اور مالکیہ کے نزدیک محصن کے لئے اسلام شرط ہے۔

اس مسئلہ میں احناف اور مالکیہ کی دلیل:

---

[2] ۔ إسماعيل بن يحيى بن إسماعيل، أبو إبراهيم المزني، السنن المأثورة للشافعي، كتاب الحدود والتعزيرات، باب الحدود، دار المعرفة بيروت، 1406ھ، ح:554
Ismaeel bin Yahya bin Ismaeel, Al Sunan al Masura, Kitab al Hudud wa Tazeraat, baab al hudud, Dar al Ma’arifa, Beruit, 1406h, H 554

دار قطنی میں حضرت نافع ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا وہ محصن نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ یہود محصن نہیں ہیں۔ دیکھئے کہ شرک کرنے والا محصن نہیں تو اسلام نہ لانے والا بطریق اولیٰ محصن نہیں ہو گا۔

شوافع کی دلیل کا جواب:

وہ حدیث منسوخ ہے یا پھر یہ رجم اسلام اور شریعت کے مطابق نہیں تھا نہیں تھا بلکہ خود ان کی کتاب میں یہی سزا مقرر تھی یا پھر یہود کا رجم تعزیراً تھا اور تعزیری سزا کے لئے اسلام شرط نہیں ہے۔ محمد بن ابو بکرؓ حضرت علیؓ کی طرف سے مصر کے گورنر تھے انہوں نے حضرت علیؓ کو لکھا بھیجا کہ ایک مسلمان نے ایک ذمیہ سے نکاح کر لیا ہے اسکے متعلق کیا حکم ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ذمیوں کو یہودیوں کے حوالے کر دو تا کہ وہ تورات کے موافق رجم کریں اور مسلمان کو تم رجم کر دو اسلام اگر شرط نہ ہوتا تو حضرت علیؓ ذمیہ کو بھی رجم کا حکم دیتے جیسے مسلمان کے بارے میں رجم کا حکم دیا اس سے معلوم ہوا کہ اسلام محصن کے رجم کے لئے شرط ہے [3]

صاحبِ خیر المفاتیح کا مؤقف:

صاحب کتاب نے سب سے پہلے حد کا معنیٰ تفصیلاً بیان کیا ہے لکھتے ہیں: حد، حدود کی جمع ہے اور حد کے اصل معنیٰ ہیں ممنوع نیز اس چیز کو بھی حد کہا جاتا ہے جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو۔ اس معنیٰ کے پیشِ نظر شرعی سزاؤں کو حدود کہا جاتا ہے کہ یہ سزائیں بندے کو گناہوں میں مبتلا ہونے سے روکتی ہیں اور ان کا خوف انسان اور جرم کے درمیان حائل رہتا ہے۔ حدود اللہ محارم کے معنیٰ میں بھی منقول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا [4]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: تلك حدود الله فلا تعتدوها [5]

حاصل یہ کہ حد تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین ہے جس میں کوئی تصرف ممکن نہیں اور تعزیر قاضی یا حکومت کے سپرد ہے اسی عدم تقدیر و تحقیق کی بنا پر تعزیر کو حد نہیں کہا جاتا۔ امام شافعیؒ کا مسلک ہے کہ حدِ زنا کے جاری ہونے کے لئے ایک مرتبہ اقرار کرنا کافی ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ چار مجلسوں میں چار بار اقرار کرنا ضروری ہے۔ [6]

1۔ صاحب خیر التوضیح نے موضوع کو بیان کرنے کے بعد اس کے لغوی، اصطلاحی معنیٰ کو بیان کیا ہے پھر حدود کے اقسام کو بھی بیان کیا۔

2۔ خیر المفاتیح میں بھی انہی چیزوں کی وضاحت کی گی ہے لیکن خیر المفاتیح میں حدود و تعزیر میں فرق تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اس میں کسی قسم کا ابہام باقی نہیں رہتا۔

3۔ خیر التوضیح میں اختلافی مسئلہ محصن کے لئے اسلام شرط ہے یا نہیں پر تفصیلاً بحث کی گی ہے علماء کے اقوال کو ذکر کرنے کے بعد ان کے دلائل کا بھی ذکر کیا گیا ہے

---

[3]. خیر التوضیح، 315/4

Khair al Touzeeh, 315/4

[4]۔ القرآن 187:2

Al – Quran 2 : 187

[5]۔ القرآن 2 :229

Al- Quran 2: 229

[6]. خیر المفاتیح، 283-284/4

Khair al Touzeeh, 283-284/4

4۔ خیر المفاتیح میں یہ مسئلہ "ایک سال کے لئے جلاوطن" کر دیا جائے کہ بارے میں علماء کے اختلاف کو ذکر کیا ہے اور اس سلسلے میں ان کے اقوال کو ذکر کیا ہے ۔

5۔ خیر المفاتیح میں مؤلف نے شرح میں اختصار سے کام لیا ہے۔

2. باب قطع السرقہ

سرقہ بمعنیٰ چوری اور دونوں کے فتحہ سے سارق بمعنیٰ چور۔ ''اخذ الشیء من الغیر علی وجہ الخفیۃ مالا کان او غیرہ''کسی کی چیز کو خفیہ طور پر لینا خواہ وہ مال ہو یا غیر مال ۔اصطلاح میں عاقل بالغ شخص کا کسی کے محفوظ کئے ہوئے مال محترم کو خفیہ طور پر لینا اور لینے والے کی اس میں ملک بھی نہ ہو[7]

مسئلہ: کتنی مقدار میں چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا؟

صاحب خیر التوضیح کا موقف: اس کی تعیین میں علماء کا اختلاف ہے۔

قولِ اول: اہل ظواہر، حضرت حسن بصریؒ اور اہل خوارج کے نزدیک مطلقاً مال چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جائیگا اسکی کوئی مقدار متعین نہیں ہے۔

قولِ ثانی: ائمہ اربعہ اور جمہور صحابہ تابعین کے نزدیک قطع ید کے لئے مالِ مسروق کا مقدار نصاب ہونا شرط ہے قلیل مال میں قطع ید نہیں۔

اہل ظواہر اور حسن بصری کی پہلی دلیل: قرآن کریم کی آیت میں مطلق چوری پر قطع ید کا حکم ہے کسی مقدار کی تعیین نہیں

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ[8]

دوسری دلیل:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ، يَسْرِقُ البَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ»[9] آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے کہ وہ بیضہ خود چرا لیتا ہے پھر اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور وہ رسی چرا لیتا ہے اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے

جمہور حضرات کی پہلی دلیل:

عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رُبُعَ دِينَارٍ فَصَاعِدًا»[10]

آپ ﷺ نے فرمایا چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر ایک چوتھائی دینار یا زیادہ مالیت کی چیز چوری کرنے سے

---

[7]. خیر التوضیح، 336/4

Khair al Touzeeh, 336/4

[8]۔ القرآن 5: 38

Al –Quran 5 : 38

[9] صحیح بخاری، کتاب الحدود والتعزیرات، باب قطع السرقۃ، ح:6783

Sahih al Bukhari, Kitab al Hudud wa Tazeraat, Baab Qat'a ul Saraqah, H 6783

[10]: أبو يعقوب إسحاق بن إبراهيم بن مخلد بن إبراهيم الحنظلي المروزي، مسند إسحاق بن راهويه، کتاب الحدود والتعزیرات، باب: ما روی عن عمرۃ بن عبد الرحمن، مکتبۃ الإیمان- المدینۃ المنورۃ، 1991، ح:985

Abu Yaqub Ishaq bin Ibrahim, Masnad Ishaq, Kitaab al hudud wa Tazeraat, Maktabah Imaan, Madina Munawra, 1991, H 985

دوسری دلیل:

عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: «قَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَ سَارِقٍ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ»[11] نبی کریم ﷺ نے ڈھال جس کی قیمت تین درہم تھی چوری کر لینے پر چور کا ہاتھ کاٹا۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قطع ید کے لئے مقدار مقرر ہے

اہل ظواہر کی پہلی دلیل کا جواب:

"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ" یہ آیت کریمہ مجمل ہے اور اس کی تفسیر احادیث مشہورہ سے ہو گی۔

دوسری دلیل کے جوابات:

- بیضہ وغیرہ سے نصاب سرقہ مراد نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہی چوری مفضی ہوتی ہے بڑی چوری کی طرف
- بعض حضرات نے جواب دیا ہے کہ بیضہ سے مراد انڈہ نہیں بلکہ لوہے کی فوجی ٹوپی (خود) ہے اور اس کی قیمت نصاب سرقہ تک پہنچتی ہے اسی طرح کشتی سے مراد کشتی کی قیمتی رسی ہے۔[12]

صاحب خیر المفاتیح کا موقف:

چوری کی سزا اور اس کے نصاب کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ کتنی مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے؟ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نصاب سرقہ مال کی وہ مقدار جس پر قطع ید کی سزا دی جائے گی کم از کم دس درہم تقریباً ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے اس سے کم مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جائے گی اور امام شافعیؒ چوتھائی دینار سونا یا تین درہم چاندی یا اس قیمت کی کسی بھی چیز کو نصاب سرقہ قرار دیتے ہیں ان کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں چوتھائی دینار چرانے والے کو قطع ید کی سزا دینا مذکور ہے اور اس وقت چوتھائی دینار تین درہم کے برابر تھا اور ایک دینار کی مالیت بارہ درہم کے برابر تھی۔

امام ابو حنیفہؒ کی دلیل: واضح رہے کہ فقہاء کے اس اختلاف کی بنیاد اس پر ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ہاتھ کاٹنے کی سزا ایک ڈھال کی چوری پر دی گی تھی۔ چنانچہ امام شافعیؒ کی طرف سے تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس وقت ایک ڈھال کی قیمت تین درہم تھی جب کہ احناف کا کہنا ہے کہ اس زمانے میں اس کی قیمت دس درہم تھی۔[13]

- نصاب سرقہ والی حدیث میں صاحب خیر التوضیح نے اہل ظواہر، حسن بصری، ائمہ اربعہ اور جمہور کے اختلافات کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے دلائل کو بیان کیا ہے اور ترجیح ائمہ اربعہ اور جمہور کے قول کو دی ہے

---

[11] البخاری، اسماعیل بن محمد بن احمد، کتاب الحدود والتعزیرات، باب: باب قول اللہ تعالی (السارق والسارقۃ)، ح:6798

Al Bukhari, Ismaeel bin Muhammad, Sahih al Bukhari, Kitaab al Hudud wa Tazeraat, Baab Al Saariq wa Saariqah, H 6798

[12] خیر التوضیح، 336/4

Khair al Touzeeh, 336/4

[13] خیر المفاتیح، 302/4

Khair al Mufateeh, 302/4

- صاحب خیر المفاتیح نے امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے اقوال اور دلائل کا تذکرہ کیا ہے اور ترجیح امام ابو حنیفہؒ کے قول کو دی ہے. دونوں شروحات میں نصاب سرقہ والی حدیث کو مفصل اور مدلل انداز میں بیان کیا ہے۔

پھلوں کے سرقہ میں قطع نہیں:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ»[14] آپ ﷺ نے فرمایا پھل چرانے اور کھجور کے سفید گابھے میں ہاتھ کاکاٹنا نہیں ہے۔

صاحب خیر التوضیح کا موقف:

وہ پھل جس کو توڑ کر جمع کر لیا ہو اور وہ کھیتی جس کو کاٹ کر محفوظ کر لیا گیا ہو اس کی چوری پر ہاتھ کاٹنے میں دو قول ہیں۔

قول اول: امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک ہر قسم کے پھل میں قطع ید ہوگا۔

قول ثانی: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہر قسم کے ایسے پھل جو بہت جلد خراب ہو جاتے ہیں اس کے چوری کرنے سے قطع ید نہیں ہوگا۔ جو چیز جلد خراب ہو جاتی ہے اس میں قطع ید نہیں ہے جیسے دودھ، مچھلی، تازہ گوشت وغیرہ

شوافع کی دلیل: ان کے پاس کوئی نقلی دلیل نہیں ہے صرف قیاس سے استدلال کرتے ہیں کہ اس پر سرقہ کا اطلاق ہوتا ہے اور وہ دوسرے کے مال محترم محرز کو خفیۃً لینا ہے اور سرقہ میں قطع ہے

امام ابو حنیفہؒ کی دلیل: خراب ہو جانے والی چیز کی زیادہ اہمیت و قدر نہیں ہوتی اس بناء پر ایسی چیزوں میں محترم ہاتھ کا نہ کاٹنا ہی شریعت کا متقاضی ہے۔

امام شافعیؒ کی دلیل کا جواب: چونکہ یہ حدیث صحیح ہے اس لئے صریح اور صحیح حدیث کے مقابلے میں قیاس معتبر نہیں ہوتا۔[15]

صاحب خیر المفاتیح کا موقف:

اس حدیث کے تحت جمہور اور امام ابو حنیفہؒ کے اختلاف کا ذکر کیا گیا ہے جمہور کے نزدیک اس قسم کے پھل کی چوری پر قطع ید ہے خواہ پھل تر ہو یا خشک

جمہور کی دلیل:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ فَقَالَ: «مَا أَصَابَ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً، فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوبَةُ، وَمَنْ سَرَقَ شَيْئًا مِنْهُ بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِينُ، فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ[16] آپ ﷺ سے لٹکے ہوئے پھل کے

---

[14] . ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجه، محقق، محمد فؤاد عبد الباقي، كتاب الحدود والتعزيرات ، باب: باب لا يقطع في ثمر ولا كثر، دار إحياء الكتب العربية، س۔ن، ح:2593

Ibn e Majah, Abu Abdullah, Sunan ibn e majah, Kitaab al hudud wa Tazeraat, Baab la yaqta'uh fi samar, Dar Ahya al Kutb al Arbiya, H 2593

[15] . خیر التوضیح، 338/4

Khair al Touzeeh, 338/4

[16] ۔ السنن الصغری للنسائي، کتاب الحدود والتعزیرات ، باب: الثمر يسرق بعد ان يؤويه الجرين، ح:4958

Al Sunan al Sughra lil Nisai, Kitab al hudud wa Tazeraat, Baab al Samar, H 4958

بارے میں دریافت کیا گیا،آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص پھل چوری کرے اور اس کی قیمت ڈھال کی قیمت تک پہنچ جائے اس پر ہاتھ کاٹنا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا موقف وہی ہے جو خیر التوضیح میں بیان ہوا ہے [17]

- دونوں شروحات میں حدیث کی شرح ملتی جلتی ہے۔
- خیر المفاتیح میں حدیث کی تشریح کے شروع میں ''لا قطع فی ثمر ولا کثر'' کی وضاحت کی گی ہے۔
- دونوں شروحات میں شرح مدلل انداز میں کی گی ہے اور ترجیح احناف کے قول کو دی گی ہے۔

3. کتاب القصاص:

قصاص اس قتل یا زخم لگانے کا نام ہے جس میں مساوات اور مماثلت کی رعایت کی جائے پھر قصاص قتل کی قسموں میں سے صرف قتل عمد پر آتا ہے۔[18]

مسئلہ: اگر باپ نے بیٹے کو قتل کر دیا تو قصاصاً باپ کو قتل کیا جائے گا کہ نہیں؟

عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ: حَضَرْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقِيدُ الأَبَ مِنَ ابْنِهِ، وَلاَ يُقِيدُ الاِبْنَ مِنْ أَبِيهِ.[19] انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ ﷺ بیٹے سے باپ کا قصاص لیتے تھے اور باپ سے بیٹے کا قصاص نہیں لیتے تھے۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُقَامُ الْحُدُودُ فِي الْمَسَاجِدِ، وَلَا يُقَادُ بِالْوَلَدِ الْوَالِدُ»[20] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مساجد میں حدیں قائم نہ کی جائیں اور والد سے اس کی اولاد کا قصاص نہ لیا جائے۔

صاحب خیر التوضیح کا موقف:

اگر باپ نے بیٹے کو قتل کر دیا تو قصاصاً باپ کو قتل کیا جائے گا کہ نہیں؟

قول اول: امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر والد نے قصداً تلوار چاقو وغیرہ سے قتل کر دیا تو والد سے قصاص لیا جائے گا۔ اگر قتل کی نیت نہیں تھی بلکہ تادیب سکھلانا مقصود تھا اور دورانِ تادیب وہ مر گیا تو باپ پر قصاص واجب نہیں۔

قول ثانی: امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کسی بھی صورت میں والد سے قصاص نہیں لیا جائے گا کیونکہ والد بیٹے کی حیات کا ذریعہ بنا ہے اب یہ بیٹا اپنے والد کی موت کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔

امام مالکؒ کی دلیل: قرآنِ پاک میں

---

[17]. خیر المفاتیح، 308/4

Khair al Mufateeh, 308/4

[18] مرقاۃ، 46/7

Mirqat al Mufateeh, 46/7

[19] الجامع الكبير- سنن الترمذي، كتاب الحدود، باب: ماء جاني الرجل يقتل ابنه يقاد، ح: 1399

Al Jameh al Kabir, Sunan al Tirmazi, Kitaab al Hudud, Baab ma ja'a fi rujul, H 1399

[20] مسند الدارمي المعروف بـ(سنن الدارمي)، كتاب الحدود، باب: باب في القود بين الوالد والولد، ح: 2402

Masnad al Daarmi, Kitab al hudud, Baab fil qoud bain al walad, H 2402

"وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ"[21] اور ابن مسعودؓ کی حدیث میں بھی یہی الفاظ ہیں۔ تو یہاں پر والد و غیر والد کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ ان کو دگنی سزا ہونی چاہیے کیونکہ اس کی جنایت زیادہ غلط ہے کہ قتل نفس محترم کے ساتھ قطع رحمی بھی ہے۔

آئمہ ثلاثہ کی پہلی دلیل:

قرآن کریم و احادیث سے ولد پر والد کے لئے احسان و شکریہ کا حکم ہے اور اسی طرح والد سے ہر طرح کی تکلیف کی نفی کی گئی فرمایا۔ سورہ لقمان-۱۵،۱۴، الاسراء ۲۳ اور ۲۴ میں بھی والدین کے ساتھ احسان کا حکم دیا گیا ہے۔ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا .... وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ[22] . ان آیات میں والدین کے لئے احسان اور شکر کا حکم ہے۔ جبکہ قصاص لینا ان سب کے منافی ہے۔

دوسری دلیل: احادیث میں لڑکے کے مال کو والد کا مال قرار دیا گیا ہے جیسے:

حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِي مَالًا وَوَلَدًا، وَلِأَبِي مَالٌ وَوَلَدٌ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِمَالِي إِلَى وَلَدِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ»[23]

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ، فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ"[24]

ان احادیث میں قصاص لینے میں ضرور شبہ ہوتا ہے اور اصول ہے "الحدود تندرء بالشبہات"[25]

امام مالکؒ کی دلیل: امام مالکؒ نے آیت کے عموم سے جو دلیل پیش کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ

"أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ"

میں حدیث کی وجہ سے تخصیص آگئی لہٰذا اس آیت سے غیر والدین سے قصاص لینا مراد ہے۔[26]

---

21. القرآن 5 :45

Al-Quran 5 : 45

22۔ لقمان:15

15:Luqman

23. إسماعيل بن جعفر بن أبي كثير الأنصاري الزرقي مولاهم، أبو إسحاق المدني، حديث علي بن حجر السعدي عن إسماعيل بن جعفر المدني، محقق، عمر بن رفود بن رفيد السّفياني، کتاب الحدود، باب، احادیث عمرو بن ابی عمرو مولی، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، الریاض - شرکۃ الریاض للنشر والتوزیع، 1998م، ح 362

Ismaeel bin Jafar, Abu Ishaq al Madni, kitaab al hudud, baab hadith umar bin abi umar, Maktabah al Rushd lil nashr wal touzeeh, Riyadh, 1998, H 362

24. مسند الإمام أحمد بن حنبل، کتاب الحدود، باب: مسند الصدیقۃ عائشہ بنت صدیقؓ، ح 2564

Masnad Imam Ahmad bin Hanbal, Kitab al hudud, Bab masnad Aisha, H 2564

25. ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، فقہی قواعد، مترجم حافظ عمر رازی، دار ابی بکر کراتشی، 2013 ص 240

Ibn e Nujaim, Al Asbah wal Nazair, Daar abi Bakar, Karachi, p 240

صاحب خیر المفاتیح کا موقف:

صاحب کتاب لکھتے ہیں: کسی قاتل کو بطورِ قصاص مسجد میں قتل نہ کیا جائے کیونکہ مسجدیں فرض نماز پڑھنے کے لئے ہیں یا فرض نماز کے توابع کے لیے ہیں جیسے نفل نمازیں یا ذکر و شغل اور دینی علوم کا پڑھنا پڑھانا۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر بیٹا، ماں باپ کو قتل کرے تو بیٹے کو بطورِ قصاص قتل کیا جائے گا، لیکن اگر ماں باپ ،بیٹے کو مار ڈالے تو اس میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد تو یہ فرماتے ہیں کہ باپ کو بطورِ قصاص قتل نہ کیا جائے۔

امام مالکؒ کا قول یہ ہے کہ اگر باپ نے بیٹے کو ذبح کر کے مار ڈالا تو اس صورت میں باپ کو بطورِ قصاص قتل کیا جا سکتا ہے اور اگر اس نے بیٹے کو تلوار سے ختم کیا ہے تو پھر اس سے قصاص نہ لیا جائے۔ یہ ملحوظ رہے کہ اس بارے میں ماں کا حکم بھی وہی ہے جو باپ کا ہے نیز دادا، دادی اور نانی بھی ماں اور باپ کے حکم میں ہیں [27]

- خیر التوضیح میں تفصیل کے ساتھ علماء کے اقوال کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے دلائل کو بھی تفصیلاً بیان کیا ہے
- خیر المفاتیح میں علماء کے اقوال کو بیان کیا ہے لیکن اس سلسلے میں دلائل کا تذکرہ نہیں کیا گیا نیز اس کتاب میں اس بات کی وضاحت کی گی ہے کہ دادا، دادی اور نانی بھی ماں اور باپ کے حکم میں ہیں۔
- خیر التوضیح میں قرآن و حدیث کے ذریعے دلائل کو بیان کیا گیا ہے۔

4. باب حد الخمر:

خمر کے معنٰی چھپانا چونکہ یہ پینے والے کی عقل کو چھپا دیتی ہے اس لئے اس کو خمر کہا جاتا ہے اور دوپٹے کو بھی اس لئے خمار کہا جاتا ہے کہ وہ عورت کے سر کو چھپا لیتا ہے ۔اس کی حرمت قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس سے ثابت ہوتی ہے اور اس کو حلال جاننے والا کافر ہے چونکہ بیک وقت اس کی حرمت لوگوں کے لیے مشکل تھی اس لئے تدریجاً تدریجاً اس کی حرمت نازل کی گئی۔ حرمت خمر کے متعلق چار مرتبہ آیات نازل ہوئیں، النحل: ۶۷؛ البقرۃ: ۲۱۹؛ النساء: ۴۳ اور المائدہ: ۹۰ شامل ہین۔

شراب نوشی کی سزا: تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن و سنت کے حکم و اجماع سنت کے مطابق شراب حرام ہے اور جو شخص شراب پئے۔ وہ "حد" شرعی سزا کا مستوجب ہے جو جمہور علماء کے قول کے مطابق "۸۰ کوڑے مارنا" ہے احناف کا بھی یہی مسلک ہے اور حضرت امام شافعیؒ اور کچھ دوسرے قول کے مطابق "۴۰ کوڑے مارنا" ہے۔

مسئلہ: کتنی مقدار شراب پینے پر حد جاری ہوگی؟

عَنْ أَنَسٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَأَبَا بَكْرٍ جَلَدَا فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ» [28] عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيدِ أَرْبَعِينَ [29] نبی کریم ﷺ نے شراب پینے والے کو کھجور کی ٹہنیوں اور جوتوں سے مارا اور حضرت ابو بکرؓ نے چالیس کوڑے مارے۔

---

[26]. خیر التوضیح، 226/4

Khair al Touzeeh, 226/4

[27]. خیر المفاتیح، 224/4

Khiar al Mafateeh, 224/4

[28]. محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، محقق، شعیب الأرنؤوط ، کتاب الحدود، باب: ذکر البیان بان الحد الذی وصفناہ کان لشارب، مؤسسۃ الرسالۃ—بیروت، 1993، ح: 4449

صاحب خیر التوضیح کا موقف:

کتنی مقدار شراب پینے پر حد جاری ہو گی؟ اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

قول اول: امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور اہل ظواہر کے نزدیک شرب خمر کی حد چالیس کوڑے ہیں مزید چالیس بطورِ تعزیر کے ہیں۔

قول ثانی: امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور سفیان ثوریؒ کے نزدیک شرب خمر کی سزا اسی کوڑے ہے۔

امام شافعیؒ کی پہلی دلیل: یہی حدیث الباب اس میں چالیس کوڑوں کا ذکر ہے

أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَأَبَا بَكْرٍ جَلَدَا فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ» وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيدِ أَرْبَعِينَ۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شراب پینے والے کو کھجور کی ٹہنیوں اور جوتوں سے مارا اور حضرت ابو بکرؓ نے چالیس کوڑے مارے۔

دوسری دلیل: صحیح مسلم میں حضرت انسؓ کی روایت ہے

وَرُوِّينَا فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: "أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ، وَالْجَرِيدِ أَرْبَعِينَ، وَأَبُو بَكْرٍ ضَرَبَ أَرْبَعِينَ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے شرب خمر پر چالیس کوڑے لگائے۔

احناف کی پہلی دلیل: معجم اوسط للطبرانی میں حضرت علیؓ کی دلیل ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ «جَلَدَ فِي الْخَمْرِ ثَمَانِينَ»[30]

احناف کی دوسری دلیل: شرح معانی الآثار میں ابن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ «مَنْ شَرِبَ بَسْقَةَ خَمْرٍ، فَاجْلِدُوهُ ثَمَانِينَ»

احناف کی تیسری دلیل: یہی حدیث انس ہے کہ آپ نے دو چھڑیوں سے چالیس کوڑے لگائے اس سے بھی معلوم ہوا کل مجموعہ اسی تھا۔

امام شافعیؒ کی دلیل کا جواب: حدیث انس ہے کہ آپ نے دو چھڑیوں سے چالیس کوڑے لگائے اس سے بھی معلوم ہوا کل مجموعہ اسی تھا۔ اور دوسری بات یہ کہ آپ نے جس کو بھی شرب خمر کی سزا دیا اسکو اسی کی تعداد میں ہی کوڑے لگائے خواہ وہ جوتے سے لگوائے ہوں یا چھڑی وغیرہ سے الحاصل تمام ادوار میں کوڑے اسی ہی رہے چالیس نہیں رہے۔[31]

Muhammad bin Habban, Sahih ibn Habban, Kitaab al hudud, baab zikr al bayan, Moasisa tul Risalah, Beruit, 1993, H 4449

29. صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب: حد الخمر، ح: 1706

Sahih Muslim, Kitaab al hudud, Baab Had al Khamr, H 1706

30 سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني، المعجم الأوسط، محقق، طارق بن عوض الله بن محمد، عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني، کتاب الحدود، باب: من اسمه احمد، س ن، ح: 349

Sulaiman bin Ahmad, Al Moujam al Ousat, kitaab al Hudud, baab min ismihi ahmad, H 349

صاحب خیر المفاتیح کا موقف:

صاحبِ خیر المفاتیح نے بہت اختصار کے ساتھ اس حدیث کی شرح کو بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔ یہ حدیث مبارکہ حضرت امام شافعیؒ کے مسلک کی دلیل ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مسلک کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں مے نوشی کی شرعی سزا اسی (۸۰) کوڑے مارنا بیان کیا گیا ہے۔[32]

- صاحب خیر التوضیح نے اس حدیث مبارکہ کی شرح کو تفصیل سے بیان کیا ہے اس میں علماء کے اقوال کو ذکر کرنے کے بعد ان کے دلائل کا ذکر کیا ہے۔
- احناف کے قول کو ترجیح دی ہے اور امام ابو حنیفہؒ کی طرف سے امام شافعیؒ کی دلیل کا جواب دیا ہے
- مؤلف نے امام ابو حنیفہؒ کے قول کو اختیار کیا ہے۔
- صاحب خیر المفاتیح نے حدیث کی شرح کو مختصر بیان کیا ہے۔
- امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے مسلک اور دلیل کو اختصار سے بیان کیا ہے۔

5. باب التعزیر:

شریعت میں تعزیر ایسی سزا کو کہتے ہیں جو برائے تادیب و تہذیب دی گئی ہو اور کسی حد کے درجے کو نہ پہنچے اس کا ثبوت قرآن کریم، حدیث نبوی ﷺ اور اجماع امت سے ہے۔

قرآن کریم سے تعزیر کا ثبوت: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ ....وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًاؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا[33] یہ مارنا بطورِ تہذیب اخلاق و تادیب کے ہے۔

تعزیر کی زیادہ سے زیادہ کتنی مقدار ہے؟

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: "لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ[34] نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا دس کوڑوں سے زیادہ کسی کو نہ لگائیں مگر اللہ کی حدود میں سے کسی حد میں۔

---

[31] خیر التوضیح، 348/4

Khair al Touzeeh. 348/4

[32] خیر المفاتیح، 314/4

Khair al Mufateeh, 314/4

[33] النسا: 34؛ مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں ، پس نیک فرمانبردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں بہ حفاظتِ الٰہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر راستہ تلاش نہ کرو ، بیشک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔

Al- Quran 4: 34

[34] مسند الامام أحمد بن حنبل، کتاب الحدود، باب: حدیث ابی بردۃ بن نیار، ح: 1648

صاحب خیر التوضیح کا موقف: تعزیر کی زیادہ سے زیادہ کتنی مقدار ہے؟اس میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے ان کے اقوال؛

i. امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام اشہب مالکی کے نزدیک تعزیر دس کوڑوں سے زائد نہیں ہونی چاہیے۔

ii. امام مالکؒ کے نزدیک تعزیر کی کوئی حد مقرر نہیں امام کی صوابدید پر موقوف ہے۔

iii. امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہر قسم کی حدود سے کم ہونی چاہیے اور حد قذف کی حد میں غلام کی حد چالیس کوڑے ہیں لہٰذا اس سے ایک کم کر کے زیادہ سے زیادہ تعزیر انتالیس کوڑے ہونگے۔

iv. امام طحاویؒ کے نزدیک تعزیر کی حد امام کی رائے پر موقوف ہے خواہ وہ حدود شرعی سے زیادہ سزا دے یا کم دے گویا یہ امام کی صوابدید پر ہے۔

v. امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ تعزیر کی اکثر حد پچھتر کوڑے ہیں۔

vi. صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ تعزیر کی اکثر حد انتالیس کوڑے ہیں اور کم سے کم تین کوڑے ہین ان کی دلیل وہی ہے جو امام ابو حنیفہؒ کی ہے۔[35]

امام احمدؒ کی دلیل: حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ"

امام مالکؒ کی دلیل: حضرت عمرؓ کا عمل کہ ایک شخص نے بیت المال کی جعلی مہر بنا کر کچھ مال لے لیا تو حضرت عمرؓ نے اس کو سو درے مار کے قید کیا تو معلوم ہوا کہ تعزیر کی کوئی معین تعداد نہیں بلکہ امام کی صوابدید پر موقوف ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کی دلیل: آپ ﷺ کا فرمان ہے۔" من بلغ حدا في غير حد فهو من المعتدين" اور تعزیر حد کا غیر ہے لہٰذا تعزیر کو حد کی مقدار تک نہیں پہنچنا چاہیے۔

امام احمدؒ امام شافعیؒ کی دلیل کا جواب: وہ منسوخ ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ سے اس سے زائد مارنا ثابت ہے نیز حضرت ابن عباسؓ کی یہ حدیث مبارکہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ, أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ, قَالَ: «إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ يَا مُخَنَّثُ فَاجْلِدُوهُ عِشْرِينَ سَوْطًا , وَإِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ يَا يَهُودِيُّ فَاجْلِدُوهُ عِشْرِينَ , وَمَنْ وَقَعَ عَلَى ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوهُ[36]۔ جس وقت ایک شخص دوسرے کو کہے اے مخنث! پس اس کو بیس کوڑے مارو اور جو کہے اے یہودی! اس کو بیس کوڑے مارو جو شخص محرم کے ساتھ زنا کرے اس کو قتل کردو۔

امام مالکؒ کی دلیل کا جواب: حضرت عمرؓ کا سو دُرے مارنا اور قید کرنا ایک جرم کی وجہ سے نہیں بلکہ متعدد جرائم کی وجہ سے ایسی سزا دی گئی[37]

صاحب خیر المفاتیح اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بطور تعزیر دس سے زیادہ کوڑے مارنے کی سزا دینا جائز نہیں ہے لیکن علماء نے لکھا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔اس بارے میں فقہاء کے اختلافی قول ہیں کہ بطورِ تعزیر زیادہ سے زیادہ کتنے کوڑے مارنے کی سزا دی جا سکتی ہے؟

Masnad Imam Ahmad bin Hanbal, kitaab al hudud, H 1648

[35] التعلیق الصبیح، 247/4

Al Taleeq al Sahih, 247/4

[36] سنن الدار قطني، کتاب الحدود، باب الحدود والديات، ح: 3236

Sunan dar Qutni, kitaab al hudud, baab al hudud wal diyat, H 3236

[37] خیر التوضیح، 356/4

Khair al Touzeeh, 356/4

حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ انتالیس سے زیادہ نہ ہوں۔ حضرت امام ابو یوسفؒ یہ فرماتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ پچھتر کوڑے ہو سکتے ہیں البتہ کم سے کم کی تعداد کے بارے میں تین کوڑے پر اتفاق ہے۔[38]

☆صاحب خیر التوضیح نے اس حدیث مبارکہ کی شرح کو تفصیل سے بیان کیا ہے اس میں علماء کے چھ اقوال کا مع دلائل ذکر کیا ہے۔

☆احناف کے قول کو ترجیح دی ہے اور امام ابو حنیفہؒ کی طرف سے امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام مالک کے دلائل کا جواب دیا ہے۔

مؤلف نے امام ابو حنیفہؒ کے قول کو اختیار کیا ہے۔

☆صاحب خیر المفاتیح نے حدیث کی شرح کو مختصر بیان کیا ہے۔امام ابو حنیفہؒ، امام محمد اور امام ابو یوسف کے اقوال کا تذکرہ کیا ہے۔

☆صاحب خیر المفاتیح کی رائے میں یہ حدیث مبارکہ منسوخ ہے۔ نیز یہ مسئلہ بھی بیان کیا ہے کہ تعزیر میں جو کوڑے مارے جائیں ان کی تعداد حد میں ماری جا نے والے تعداد تک نہ پہنچے۔ لیکن سختی اور شدت میں اس سے بھی بڑھ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

خلاصہ بحث

حدیث کی عظمت وفضیلت اور زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی ضرورت کے پیشِ نظر حدیث کی حفاظت وصیانت اور کتابت کا اہتمام زمانہ رسالت ہی سے کیا گیا چنانچہ احادیث کی تحریر سے قطعِ نظر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے علم حدیث کے اصول اور حفظ وضبط کے لیے اللہ کی عطا کردہ غیر معمولی حافظہ کی تیزی اور ذہن کی سلامتی کا سہارا لیا۔ قرآن کریم کی طرح حضور ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات کی بھی اتباع کرنا ضروری ہے۔ قرآن کریم میں چند ایک مسائل کے علاوہ باقی اجمالاً بیان ہوئے ہیں جن کی وضاحت ہمیں حدیث سے ملتی ہے۔ قرآن کریم ایک اصولی کتاب ہے اور اس کی جزئیات ہمیں رسول کریمؐ کی احادیث سے ملتی ہیں۔ مشکوۃ شریف فن حدیث میں درس نظامی کی پہلی کتاب ہے، جو عرب و عجم میں ہر جگہ پڑھائی جاتی ہے اور عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں اس کی بہت سی شروحات لکھی جا چکی ہیں۔ جن میں سے اس مقالے کے لیے دو اہم اردو شروحات خیر التوضیح اور خیر المفاتیح کا انتخاب کیا ہے۔ خدمتِ حدیث کی ایک کڑی خیر التوضیح جامع اردو شرح ہے۔ مشکل ابحاث کو سوال وجواب کے طریقہ کار کے ذریعے آسان کیا ہے۔ اس شرح میں جدید وقدیم فقہی مسائل کا استنباط کیا ہے۔ متعلقہ حدیث کے تحت فقہاء کرام کے مذاہب مع دلائل بیان کیے ہیں۔ مستدلات فقہ حنفیہ کی وجوہِ ترجیح کا ذکر کیا ہے۔ احادیث میں تعارض کی صورت میں دلنشین مطابقت قائم کی ہے۔ حضرات اکابر علماء کرام کے افادات کا نچوڑ ہے۔ '' خیر المفاتیح'' میں آئمہ فقہا کے مذاہب مع دلائل، حدیث سے جدید وقدیم فقہی مسائل کا استنباط کیا گیا ہے۔ ہر حدیث کی تشریح مشکل الفاظ کی تسہیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ فقہ حنفی کے ترجیحی مدلل ومسکت جوابات کو پیش کیا گیا ہے۔ لغوی، اصطلاحی، صرفی نحوی مباحث، طویل مباحث میں مختلف امور کے ذریعے تفصیلات کو اقرب الی الفہم بنایا گیا ہے۔ مغلق ومجمل مقامات کی دلنشین شرح ہے۔ الغرض خیر التوضیح اور خیر المفاتیح میں احادیث رسول ﷺ کو نہایت خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا۔ اور نہایت آسان الفاظ میں اس کا ترجمہ اور تشریح کی گئی ہے۔

تجاویز وسفارشات:

☆ان شروحات کو منتخب کرنے کی وجہ اس میں مذکور احادیث کو جامعیت اور مستند انداز سے بیان کرنا ہے۔ تاکہ امتِ مسلمہ اس کی اہمیت سے واقفیت حاصل کر سکیں اور اس کی روشنی میں اپنی دنیا وآخرت کو کامیاب کر سکیں۔ احادیث رسول ﷺ سے گہری وابستگی اور محبت قائم کر سکیں۔

---

[38] خیر المفاتیح، 321/4

Khair al Mafateeh, 321/4

☆ خیر التوضیح اور خیر المفاتیح کو اس کی دیگر خوبیوں کے ساتھ آسان فہم ہونے کی بنیاد پر درسی کتب کے نصاب میں شامل کرنا چاہیے۔ نیز دورِ حاضر کی اہم ضرورت ہے کہ حدیث کے میدان میں زیادہ سے زیادہ کام کیا جائے تاکہ ہر خاص و عام ان انمول ذخائر سے مستفید ہو سکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)